بیوہ کی عدت طلاق شدہ عورت سے زیادہ ہے؛ کیونکہ غم وحزن کی بنا پر اس کے جسم سے سابقہ DNA جلدی ختم نہیں ہوتا، اسے ختم ہونے کے لیے پہلے سے زیادہ وقت درکار رہتا ہے۔ اسی کی رعایت کرتے ہوئے ایسی عورتوں کے لیے 4 مہینے 10 دن کی عدت رکھی گئی۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة: ٢٣٤] ''اور تم میں سے جن کی وفات ہو جائے اور بیویاں چھوڑیں تو چاہیے کہ وہ چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں۔''

اس حقیقت سے راہ پا کر ایک ماہر ڈاکٹر نے امریکہ کے دو مختلف محلوں میں تحقیق کی، ایک محلّہ جہاں افریقن نژاد مسلم رہتے ہیں، وہاں کی تمام عورتوں کے جنین میں صرف ایک شوہر ہی کا DNA پایا گیا؛ جبکہ دوسرا محلّہ جہاں امریکن آزاد عورتیں رہتی ہیں، ان کے جنین میں ایک سے زائد لوگوں کے DNA پائے گئے۔ جب ڈاکٹر نے خود اپنی بیوی کا خون ٹیسٹ کیا، تو چونکا دینے والی حقیقت سامنے آئی کہ اس کی بیوی میں تین الگ الگ لوگوں کے ڈی این اے پائے گئے، جس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی بیوی اسے دھوکہ دے رہی تھی۔ اس کے تین بچوں میں صرف ایک اسی کا بچہ تھا۔

اس کے بعد ڈاکٹر پوری طرح قائل ہو گیا کہ صرف اسلام ہی وہ دین ہے، جو عورتوں کی حفاظت اور سماج کی ہم آہنگی کی ضمانت دیتا ہے۔ اور اس کی بھی کہ مسلم عورتیں دنیا کی سب سے صاف ستھری، پاکدامن و پاکباز ہوتی ہیں۔

﴿صُنْعَ اللهِ الَّذِيْ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [النمل: ٨٨] ''اللہ کی تخلیق جس نے ہر چیز کو پختہ پیدا فرمایا۔''

❀❀❀❀❀❀❀

احنف بن قیسؒ سے کہا گیا: آپ بوڑھے ہو چکے ہیں، اب روزہ آپ کو کمزور کرے گا۔ انہوں نے کہا: میں ایک لمبے سفر کی تیاری کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنا اس کے عذاب پر صبر کرنے سے نہایت آسان ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

ایک حکیمؒ نے کہا: كَمْ مِن صائمٍ مفطرٌ وكم مِن مفطرٍ صائمٌ. فالمفطرُ الصائمُ هو الذي يحفظُ جوارحَه عنِ الآثامِ ويأكلُ ويشربُ. والصائمُ المفطرُ هو الذي يجوعُ ويعطشُ ويُطلقُ جوارحَه. کتنے ہی روزہ دار روزہ توڑنے والے ہیں اور کتنے ہی روزہ نہ رکھنے والے روزہ دار ہیں۔''

روزہ نہ رکھنے والا روزہ دار وہ ہے، جو اپنے اعضائے جسم کو گناہوں سے بچاتا ہے، لیکن کھاتا پیتا ہے۔

روزہ رکھ کر بھی روزہ توڑنے والا وہ ہے، جو دن بھر بھوکا پیاسا رہتا ہے، لیکن اپنے اعضاء کو آزاد چھوڑتا ہے۔ [المجتمع]

❀❀❀❀❀❀❀❀

"صلوا کما رأیتموني أصلي"

قیامِ نماز میں ہاتھوں کا مقام

ابومحمد عبدالوہاب خان

نماز میں قیام کے وقت ہاتھوں کو کہاں رکھنا چاہیے؟ اس فقہی مسئلے میں اہل علم کے کئی اقوال ہیں۔

اتباع سنت میں پر خلوص اہل ایمان کے نزدیک جس طریقے کا ثبوت احادیث نبویہ سے ملے، وہی لائق ترجیح واطاعت ہے۔ اور جن اقوال کا ثبوت نسبتاً کمزور ہو، وہ نا قابل قبول ہے۔ البتہ اجتہادی مسئلے میں غلطی پر بھی مجتہد کو نیک نیتی سے محنت واجتہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس لیے ہمیں اپنے دلوں اور زبانوں کو امت اسلامیہ کے ائمہؒ ومجتہدینؒ کے خلاف فرقہ وارانہ نفرت وعداوت کے جذبات سے بالکل پاک رکھنا چاہیے۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا حکم تھا:

أخبرنا الحسنُ بن سفيانَ حدثنا حرملةُ بن يحيىٰ حدثنا ابنُ وهبٍ أخبرَنا عمرو بن الحارثِ أنه سمعَ عطاءَ بنَ أبي رباحٍ يحدث عن عبدِاللهِ بنِ عباسٍ ﷺ قال: سمعتُ نبيَّ اللهِ ﷺ يقول: "إنّا معشرَ الأنبياءِ أمِرنَا بتعجيل فِطرِنا وتأخيرِ سحورِنا وأن نضعَ أيمانَنا علىٰ شمائلِنا في الصلاةِ." [صحيح ابن حبان ١٧٦٧ وصححه الألباني، المعجم الكبير للطبراني ١١٤٨٥، المعجم الأوسط ١٨٨٤] "ہم انبیاء کی جماعت کو حکم ہے کہ افطاری میں جلدی کریں، سحری میں تاخیر کریں اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں۔"

شیخ البانی: یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں، صرف حرملہ صدوق ہے، جو صحیح مسلم کا راوی ہے۔ اور وہ اپنے استاد عبداللہ بن وہبؒ کی حدیث کو سب سے بڑھ کر جاننے والا ہے۔

امام ابن عدیؒ: میں نے حرملہ کی احادیث کی تحقیق کی اور خوب تلاش کیا، مگر اسے ضعیف کہنے کی کوئی وجہ نہ ملی۔

سیوطیؒ نے تنویر الحوالک اور ضیاء مقدسیؒ نے الأحاديث المختارة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

نیز اس حدیث کی تائید کرنے والی کئی اور حدیثیں بھی ہیں:

امام طبرانیؒ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے۔ امام عقیلیؒ، دار قطنیؒ اور ابن عبدالبرؒ نے حضرت ابوہریرہ ﷺ سے اور امام طبرانی نے حضرت یعلیٰ بن مرہ ﷺ اور حضرت ابوالدرداء ﷺ سے ایسی حدیث روایت کی ہے۔ ان احادیث میں ضعف ہے، لیکن یہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔ [أصل صفة صلاة النبي ﷺ ١/٢٠٥]

امت مسلمہ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا حکم:

مالکؒ في الموطأ ومن طريقه البخاريؒ وأحمدؒ عن سهل بن سعد ﷺ قال: "**كان الناسُ يُؤمَرونَ أن يضعَ الرجلُ اليدَ اليمنىٰ علىٰ ذراعِهِ اليسرىٰ في الصلاةِ**" قال أبو حازم: لا أعلمُه إلا يَنمي ذلكَ إلى النبيِّ ﷺ. [الموطأ ٤٧، موطأ أبي مصعب:١٦٥، موطأ محمد ٢٩١، صحيح البخاري ٧٤٠، مسند أحمد ٢٢٨٤٩، مستخرج أبي عوانة ١٥٩٧:١٦٤١، السنن الكبرى للبيهقي ٢٣٢٦، المعجم الكبير للطبراني ٥٧٧٢، شرح السنة للبغوي ٥٦٨] "لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔" ذِرَاع (ہاتھ) انگلیوں کے سرے سے کہنی تک ہے، جس کی لمبائی ڈیڑھ فٹ شمار ہوتی ہے۔

صحابی ﷺ کا بیان: "لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا" اہل علم کے نزدیک حدیث نبوی ہے۔ [المجموع ٣/٣١٢، فتح الباري ٢/٢٢٤] شیخ البانیؒ: رسول اللہ ﷺ ہاتھ باندھنے کا "حکم" فرماتے تھے، اس سے "وجوب" معلوم ہوتا ہے۔ اگر سلف صالحینؒ میں سے کسی نے ہاتھ باندھنے کو واجب کہا ہو، تو یہی قول درست ومقبول ہے۔ شوکانیؒ نیل الأوطار میں اسی طرف مائل ہے۔ [صفة صلاة النبي ﷺ]

رسول اللہ ﷺ کا مبارک عمل: عن وائلٍ "أنه رأى النبيَّ ﷺ **يرفعُ يديهِ مع التكبيرةِ ويضعُ يمينَه على يسارِهِ في الصلاةِ**." [مسند أحمد ١٨٨٥٢ وصححه الأرنؤط] "حضرت وائل بن حجر الحضرمی ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو تکبیرہ تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کر کے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز پڑھتے دیکھا۔"

حضرت غضیف بن الحارث ﷺ اور حضرت ہلب یزید بن قنافۃ الطائی ﷺ وغیرہ کا بھی بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے دیکھا۔ [مسند أحمد ١٦٩٦٨، ١٨٨٤٦، ٢١٩٦٨، مصنف ابن أبي شيبة ٣٩٣٤، ٣٩٣٨، سنن الدارقطني ١١٠٠]

امام ترمذیؒ نے کہا: اہل علم صحابہ کرام ﷺ، تابعینؒ اور بعد کے علمائے دینؒ کا اتفاق ہے کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہیے۔ [جامع الترمذي بعد حديث:٢٥٢]

ہاتھ باندھنے کی جگہ کے بارے میں فقہائے اسلامؒ کے تین مختلف اقوال ہیں:

{1} سینہ : عن طاؤسؒ قال: "**كان رسولُ الله ﷺ يضعُ اليمنىٰ على يدِهِ اليسرىٰ ثم يشدُّ بينهما على صدرِهِ وهو في الصلاةِ**." "اللہ کے رسول ﷺ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھ لیتے تھے، جب آپ نماز میں ہوتے۔" [أبوداؤد ٧٥٩ وصححه الألباني قائلا: مرسل جيد، رجاله موثقون

وقد ورد موصولا عن وائل ﷺ وهلب ﷺ]

عن قبيصه بن هُلبٍ عن أبيه ﷺ قال:" رأيتُ النبيَّ ﷺ ينصرف عن يمينه وعن يسارِه، ورأيته يضعُ هذهِ علىٰ صدرِه." ووصفَ يحيىٰ اليُمنىٰ عَلى اليُسرىٰ فوقَ المِفصَلِ. [مسند أحمد ٢١٩٦٧، مصنف عبدالرزاق ٣٢٠٧] حضرت ھلب طائی ﷺ کہتا ہے: میں نے نبی کریم ﷺ کو (سلام پھیرنے کے بعد) کبھی دائیں، کبھی بائیں مڑتے ہوئے دیکھا۔ اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ (نماز میں) اِس کو اپنے سینے پر رکھتے تھے۔ راوی حدیث امام یحییٰ بن سعیدؒ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گٹے کے اوپر رکھ کر دکھایا۔

شیخ البانی کہتا ہے: قبیصہ کو عجلیؒ اور ابن حبانؒ نے ثقہ قرار دیا ہے، اور ابن حجرؒ نے مقبول کہا ہے۔ اور اس سند کو امام ترمذیؒ نے حسن کہا ہے: [جامع الترمذي ٢٥٢، ٣٠١، ١٥٦٥] لہٰذا یہ حدیث درج ذیل روایات کی تائید سے صحیح ہے:

عن وائلِ بن حجرٍ ﷺ قال: "صليتُ معَ رسولِ الله ﷺ ووضعَ يدَهُ اليُمنىٰ علىٰ يدِه اليُسرىٰ عَلى صدرِه." [صحيح ابن خزيمة ٤٧٩، السنن الصغير للبيهقي ٣٧١، معرفة السنن والآثار ٢٩٧٨، السنن الكبرى ٢٣٣٦] میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، اور "آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھا۔" مؤمّل بن اسماعیل سیء الحفظ ہے، اس نے ثوری کے شاگردوں سے زائد "سینے پر" کا اضافہ روایت کیا ہے۔

البانیؒ: "علىٰ صدرِه" کی تائید متعدد احادیث سے ہوتی ہے:

(١) عن وائل بن حجرٍ ﷺ قال: قلتُ لأنظرنَّ إلىٰ رسولِ الله ﷺ كيفَ يُصلّي، قال فنظرتُ إليه قامَ فكبَّرَ ورفعَ يديهِ حتّٰى حاذَتَا أذنيه ثُمَّ وضعَ يدَه اليُمنىٰ علىٰ ظهرِ كفِّهِ اليسرىٰ والرُّسغِ والسَّاعدِ. [أبوداؤد ٧٢٧ وصححه الألباني، سنن النسائي ٨٨٩، السنن الكبرى ٩٦٥، مسند أحمد ١٨٨٧٠ وصححه الأرنؤط، صحيح ابن خزيمة ٤٨٠، صحيح ابن حبان ١٨٦٠] حضرت وائل بن حجر ﷺ نے کہا: میں نے تہیہ کر لیا کہ ضرور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لوں گا کہ نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ میں نے دیکھا "آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، تکبیر پڑھی اور دونوں ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھا لیے، پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں کی پشت، گٹے اور کلائی پر رکھ لیا۔"

یہ صحیح حدیث حضرت سہل بن سعد ﷺ کی حدیث کی تائید کرتی ہے، کیونکہ "ذراع" ہاتھ، گٹے اور کلائی کے مجموعے کا نام ہے۔

(٢) عن وائل بن حجر ﷺ قال: حضرتُ رسولَ الله ﷺ ......ثم وضعَ يمينَه علىٰ يسارِه علىٰ صدرِه ......[المعجم الكبير للطبراني ١١٨، السنن الكبرى للبيهقي ٢٣٣٥، ٢٣٣٦] وائل بن حجر ﷺ سے مروی وضو اور نماز کے طریقے پر مشتمل تفصیلی حدیث میں ہے: "آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا۔"

(٣) وائل بن حجر ﷺ......ثمَّ وضعَ يمينَه علٰى يسارِه عندَ صدرِه......" [مسند البزار ٤٤٨٨]
حضرت وائل بن حجر ﷺ کا بیان ہے "آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے کے پاس رکھا۔"

حضرت علی مرتضیٰ ﷺ کی تفسیر: عن عُقبةَ بن صُهبانَ قال: إنَّ عليًّا ﷺ قالَ في الآيةِ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾: "وَضَعُ يدِهِ اليمنٰى علٰى وسطِ يدِهِ اليسرٰى ثمَّ وضعُهما علٰى صدرِه." [السنن الكبرى للبيهقي ٢٣٣٧] "اَنحَر کا معنی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے درمیان رکھ کر دونوں کو سینے پر رکھنا ہے۔"

امام بیہقیؒ نے کہا: وعنْ أنسٍ ﷺ مثلُه أو قال عن النبي ﷺ. [السنن الكبرى للبيهقي ٢٣٣٨]

عن عليٍّ ﷺ: "وضعُهما عَلى الكُرْسُوْعِ." [السنن الكبري للبيهقي ٢٣٣٢] حضرت علی ﷺ سے روایت ہے: "دونوں کو گٹوں پر رکھنا۔" گٹے کے اوپر گٹا رکھنے سے بھی ہاتھ سینے پر پہنچتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کی تفسیر: وعن أبي الجوزاءِ عن ابن عباسٍ ﷺ: في قولِه تعالىٰ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾: " وضعُ اليمينِ علَى الشمالِ في الصلاةِ عندَ النحرِ." [السنن الكبرى للبيهقي ٢٣٣٩] اَنحَر: "دایاں ہاتھ بائیں پر سینے کے بالائی حصے کے پاس رکھنا۔"

{2} زیرِ ناف: عبدالرحمن بن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفةَ عن عليٍّ ﷺ قالَ: "مِن السُّنةِ وضعُ الكَفِّ على الكفِ تحتَ السرةِ." [أبوداؤد ٧٥٨ وضعفه الألباني، مسند أحمد ٨٧٥ وضعفه الأرنوط، الدارقطني ٣-١١٠٢، الكبرى للبيهقي ١-٢٣٤٢] "ناف کے نیچے ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھنا سنت ہے۔"

عبدالرحمن بن إسحاق عن سيار أبي الحكم عن أبي وائلٍ قال قال أبوهريرة ﷺ: "أخذُ الأكفِّ علَى الأكفِّ في الصلاةِ تحتَ السرةِ." [أبوداؤد ٧٥٨ وضعفه الألباني]

شیخ البانی: دونوں حدیثوں کا انحصار عبدالرحمن بن اسحاق واسطی پر ہے، وہ متروک ہے۔ (متروک کی روایت ضعیف جداً ہوتی ہے)

عن إبراهيمَ بن يزيد قال: "يضعُ يمينَه على شمالِه في الصلاةِ تحتَ السرةِ" [مصنف أبي بكر ابن أبي شيبة حديث: ٣٩٣٩] نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا چاہیے۔

{3} ناف کے اوپر: ابن جرير الضبي عن أبيه قال: "رأيتُ عليًّا ﷺ يُمسِكُ شمالَه بيمينِه علَى الرُّسْغِ فوقَ السرةِ." [أبوداؤد ٧٥٧ وضعفه الألباني] قاضی جریر کوفی نے "حضرت علی ﷺ کو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو گٹے پر ناف سے اوپر پکڑے ہوئے دیکھا۔"

ابوالزبیر کہتا ہے: مجھے عطاءؒ نے سعیدؒ (بن جبیر) سے پوچھنے کا حکم دیا کہ نماز میں ہاتھوں کو ناف سے اوپر رکھنا ہے یا نیچے؟